ذکرِ رافع



مبارک مونگیری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکرِ رافع

نعتیہ مجموعہ

مبارک مونگیری

مبارک مونگیری میموریل اکیڈمی

آر-۳-۷۲، شادمان ٹاؤن کراچی

فون: ۶۴۳۰۵۱

کتاب کا نام: ـــــــ ذکرار فع (نعتیہ مجموعہ)

شاعر: ـــــــ مبارک مونگیری

سرورق: ـــــــ ظفر محمود

خوشنویس: ـــــــ قمر تاج

سال اشاعت: ـــــــ ۱۹۹۴ء

ہدیہ ـــــــ ۶۰/= روپے

طباعت: ـــــــ احمد برادرس پرنٹرز کراچی

تعداد: ـــــــ ایک ہزار

سول ایجنٹ: ـــــــ کراچی بک ڈپو۔ ۴۸۔ اردو بازار کراچی فون: ۲۸۶۵۵۸

ملنے کا پتہ: ـــــــ کتاب منزل سمن آباد الیف، بی، ایریا کراچی فون: ۶۷۲۶۷۴۰

ناشر: ـــــــ مبارک مونگیری میموریل اکیڈمی

آر۔۳۔۲۷، سیکٹر ۱۴۔ بی۔ شادمان ٹاؤن کراچی
فون: ۶۴۳۰۵۱

فہرست

حمد

نعت

انتساب



خاتم الانبیا، سید المرسلین، رحمت للعالمین، احمد مجتبیٰ

حضرت

محمد

صلی اللہ علیہ وسلم

کے

نام

مبارک مونگیری "ذکرِ ارفع" کی روشنی میں

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

مبارک مونگیری ہمارے عہد کے ان شاعروں میں سے ہیں جن کی انسان دوستی اور جن کے کلام کی حیات افروزی، کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ ان کی شاعری کا ہر پہلو اور ہر موضوع، اس امر کا مظہر ہے کہ وہ اپنے گردوپیش کی سیاسی و سماجی اور اس میں سانس لینے والی اجتماعی زندگی کے نباض و ترجمان ہیں۔

اس ترجمانی میں انہوں نے انسان اور انسانیت کو محترم و معتبر بنانے کے جو خواب دیکھے ہیں، ان کے لئے ایک مدت تک ان کی آنکھیں بے خواب رہی ہیں لیکن ان کی بے خوابی رائیگاں نہیں گئی۔ خوابوں کے شرمندہ تعبیر ہونے کے آثار و امکانات پیدا ہوئے ہیں اور پیدا ہو رہے ہیں۔ ظالموں کے ہاتھ روز بروز کمزور ہوتے جا رہے ہیں اور مظلوموں میں جبرو استبداد سے آنکھ ملانے کا عزم و حوصلہ بڑھتا جا رہا ہے ایسا ہونا کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے، اس لئے کہ مبارک مونگیری نے اہل ثروت و صاحبان اقتدار کی مدح سے اپنے ذہن و قلم کو کبھی آلودہ نہیں کیا بلکہ صرف دنیا کے سب سے بڑے آدمی اور انسانیت کے سب سے

بڑے علمبردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اللعالمین ہی کو مدح و ثنا کے لائق جانا ہے۔

یہ بھی اسی ذات مبارکہ کا فیضان خاص ہے کہ مبارک مونگیری نے اس مدح و ثنا کو کسی ایک ہئیت شعری میں بند کرنے کی کوشش نہیں کی، شاید ایسا کرنا ممکن بھی نہیں تھا۔ اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمتیں اور رحمتیں اپنے امتیوں اور خدا کے عام بندوں پر ہمہ رخ و ہمہ جہت اور ہمہ رنگ و ہمہ صورت ہیں۔

نتیجتاً مبارک مونگیری نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف مبارکہ کی ہمہ رنگی و ہمہ جہتی کو اپنے دامن خیال میں سمیٹنے کے لئے شعری ہئیتوں کے سارے دروازے کھول دیئے ہیں۔

شاعری کی تقریباً جملہ اصناف مثلاً مثنوی، غزل، مسدس، مخمس، رباعی، تضمین، قطعہ اور جدید نظم، سبھی کو انہوں نے نعت گوئی کا وسیلہ بنایا ہے اور ہر وسیلے کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید اور سچے جذبوں میں ڈھال کر کارگر و کارکشا بنا دیا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ ان کی نعت گوئی "ذکر ارفع" کی معرفت دین و دنیا دونوں میں ان کی سرخروئی کا وسیلہ ثابت ہوگی۔



"مبارک مونگیری کی نعت گوئی"

افسر ماہ پوری

مبارک مونگیری نے اپنا شعری سفر "صحرا سے گلستاں" تک جاری رکھا اور اب ان کا روحانی سفر "حیات سے ممات تک" جاری و ساری ہے جس کی آخری منزل ابد ہے اور شاید آخری منزل یہ بھی نہ ہو۔ ازل میرے پیچھے ابد سامنے۔ نہ حد میرے پیچھے نہ حد سامنے۔ ہو سکتا ہے اصل حقیقت اسی شعر میں مضمر ہو جس کی طرف اقبال نے نہایت سادگی و پرکاری کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔ ہر چند مبارک صاحب نے آغوش ناز و نعم میں آنکھیں کھولیں اور علم و ادب کے گہوارے میں پروان چڑھے، مگر زندگی نے ان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔ اور شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے زندگی کو بھی درخور اعتنا نہ سمجھا اور جتنی اور جیسی وہ گزر سکتی تھی، اسے وہ گزار گئے۔۔ زندگی نے انہیں خون کے آنسو رلائے اور جواب میں مبارک صاحب نے انہی خون کے آنسوؤں سے نہال شاعری کی نشوونما کی اور اسے ایک ہرے بھرے تناور درخت کا روپ دے دیا۔

مبارک مونگیری کی شاعر کے اس پہلو پر گفتگو ضروری معلوم ہوتی ہے جو نہ صرف ملکوتی طہارت و نفاست کا حامل ہے جو وسیلہ شفاعت و نجات بھی بن سکتا ہے۔ میری مراد مبارک صاحب کی نعت گوئی سے ہے۔

سابق مشرقی پاکستان میں سقوط ڈھاکہ تک نعت گوئی کوئی خاص رجحان یا تحریک کی حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ مگر پاکستان میں گذشتہ عشرے کے دوران نعت گوئی کو اس قدر فروغ ہوا ہے کہ وہ اب ایک مستقل ایمان پرور اور روح افزا۔ صنف سخن کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ نعت خوانی

نے بھی ایک فن اور ایک ادارہ کا روپ دھار لیا ہے ۔ اردو زبان و ادب کے تنوع و تمول میں یہ ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ چنانچہ اردو کے کم و بیش تمام شعراء خوب سے خوب تر نعتیں کہہ رہے ہیں اور نعتوں کے خوبصورت سے خوبصورت تر مجموعے آئے دن منظر عام پر آتے رہتے ہیں مبارک صاحب بھی اس صنف میں کسی سے بھی پیچھے نہیں رہے چنانچہ انہوں نے " بلغ العلی بکمالہ " کی نعتیں اپنی عقیدت و محبت اور صناعت و مہارت سے کی ہے کہ نظم کا ہر بند اہل معرفت کے لئے ، دامن گلچین و کف گلفروش" کا مرقع بن گیا ہے ۔

ادھر چند برسوں سے مبارک صاحب پابندی سے نعتیں کہنے لگے تھے اور نہایت عقیدت و امادت سے اپنی نعتیں نعتیہ نشستوں اور مشاعروں میں پڑھا کرتے تھے۔ آہستہ آہستہ ان کی نعتوں کی تعداد اچھی خاصی ہو گئی چنانچہ وہ اپنی نعتوں کو کتابت و طباعت کے لئے مرتب کر رہے تھے کہ انہیں مرجعہ حقیقی کی طرف لوٹنے کا حکم آگیا اور اب یہ کام ان کے شاعر صاحبزادے اقبالی مجیدی " ذکر ارفع" کے زیر عنوان ترتیب دے رہے ہیں اور توقع ہے اس کی اشاعت جلد ہی عمل میں آجائے گی۔ " ذکرِ ارفع مبارک صاحب ہی کا مجوزہ" عنوان ہے اور خوب ہے۔ نعتیہ نظم کے علاوہ انہوں نے غزل کی ہیئت میں بھی بہت سی حسین و جمیل نعتیں کہی ہیں، جو حبِ رسول کی کیفیتوں اور سرشاریوں میں ڈوبی ہوئی ہیں یہ چند شعر ان کی نعتوں سے چن کر آپ کی روحانی فرحت و نزہت کے لئے سپرد قرطاس کئے جاتے ہیں۔

خدا کریم ہے اور آپ ہیں رسول کریم
کرم کی شان ہے یہ بندہ پروری کے لئے

رابطہ بن گئے واسطہ بن گئے
• عبد و معبود کے درمیاں مصطفیٰ

حمد

لاریب وہ خدا ہے

خلاقِ این و آں ہے! رزاقِ دو جہاں ہے

فرماں روائے ہستی وجہِ فراز و پستی!

یہ مرگ و زیست کیا ہے یہ ہست نیست کیا ہے

سب اس کی ہاں نہیں ہے اعجاز آفریں ہے!

اک وہ ہے جاودانی باقی تمام فانی

فرمانِ کُن ہے بس میں سب کچھ ہے دسترس میں

صبحِ ازل جہاں ہے شامِ ابد وہاں ہے

قوسین سے مدور
مرکز کہیں نہیں ہے

ملتا نہیں ٹھکانا
اور ہر جگہ مکیں ہے

پردہ نشیں ہے لیکن
ڈھونڈو جہاں وہیں ہے

شفقت میں ماں سے بڑھ کر
سارے جہاں سے بڑھ کر

شاید یہی سبب ہے
رحمت سے کم غضب ہے

اس کا حساب جو جو
بخشش ہے اس کی سو سو

ماضی و حال والا!
جاہ و جلال والا !

جنت رضا ہے اس کی
رحمت عطا ہے اس کی!

اس کا عتاب توبہ
قہر و عذاب توبہ

لاکھوں رسول آئے !
گلشن میں پھول آئے

اس کی رضا سے پا کر
حُسنِ قبول آئے

اک خوش نصیب لیکن
محبوب بن گیا ہے

اس طالبِ ازل کا
مطلوب بن گیا ہے

کھلتا نہیں معمّا وہ کون ہے وہ کیا ہے

شاید کہ وہ خدا ہے

لاریب وہ خدا ہے



حمد

ٹھکانا ہر جگہ تیرا ہے منزل چار سُو تیری
تجھے میں نے وہیں پایا جہاں کی جستجو تیری

جسے محبوب سمجھا شانِ لولاکی عطا کر دی!!
جسے چاہا وہ ٹھہرا دو جہاں میں آرزو تیری

کبھی ایمن کی وادی میں کبھی فاراں کی چوٹی پر
ہوئی ہے جا بجا جلوہ گری اے شمع رو تیری

ترے بحرِ کریمی کا کرے گا کون اندازہ؟!
کرم ہے یم بہ یم تیرا ہے رحمت جو بہ جو تیری

ترے بس میں دل و دیدہ یہ گرویدہ وہ نادیدہ
نظر کو جستجو تیری تو دل کو آرزو تیری

یہ قہاری و جباری بجا اپنی جگہ مولا
امید افزا ہے لیکن آیت لاتقنطو تیری

حجابات تعین لاکھ پردہ دار ہیں لیکن!
تماشا جابجا تیرا التجلی کو بکو تیری

عنادل تیری مدحت میں ہیں مصروف نوا سنجی
ثنا خوانی چمن میں کر رہے ہیں رنگ و بو تیری!

نبی کی عبدیت نے فرق پیدا کر دیا ورنہ!
تھا جلوہ من و عن تیرا تھی صورت ہو بہو تیری



حمد

جو دل ہے اس کے عشق میں وارفتہ حال ہے
رقصاں ہر آئینے میں اُسی کا جمال ہے

بے پردہ اس طرح کہ ہے ہر سمت جلوہ گر!
پردہ نشیں بھی ایسا کہ ملنا مُحال ہے!

لَیسَ کَمِثلِ شئ سے زباں گنگ ہے یہاں
اس کی مثال کیا ہو جو خود بے مثال ہے

پَرتَو فگن وہی ہے بشیر و نذیر پر!!!
یعنی کہیں جمال، کہیں پر جلال ہے

جو وقت کا ہے دائرہ مرکز ہے اس کی ذات !
اس کی نگاہ میں کوئی ماضی نہ حال ہے

ادعونی کہہ کے خود ہی بڑھاتا ہے حوصلہ !
ربِّ مجیب سے عبث پھر سوال ۔ ہے !!

مانگے بغیر ملتی ہے ہر شخص کو مراد !!!
رحمانیت کی شان یہ حدِّ کمال ہے !

خرچ اس کی راہ میں جو کروں بھی تو کیا کروں
سب ہے اسی کی دین جو مال و منال ہے

وہ خوش نصیب جو تِرا دیوانہ ہوگیا !!
وہ گدڑی پوش ہی سہی گدڑی میں لال ہے

اپنے حبیبؐ کو دیا اِک دوست یارِ غار !
اور دوست بھی ہے وہ جو فقید المثال ہے

منہ میں عمرؓ کے اس نے زباں اپنی ڈال دی !
حق کی زبان ہے یہ عمرؓ کا کمال ہے

جامع بنا دیا جسے اپنے کلام کا ! ! !
اس کا شرف یہ اس کی فضیلت پہ دال ہے

نانِ جویں تھی جس کو میسر نہ پیٹ بھر !
اس ہاتھ میں مگر درِ خیبر کی ڈھال ہے

مثلِ فلک زمیں پہ ستارے بکھر گئے
اپنے نبی کے دوست کا کتنا خیال ہے

دیدے کرم کی بھیک مبارکؔ کو اے کریم!
پھیلا ہوا غریب کا دستِ سوال ہے !





بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوا عَلَیہِ وَاٰلِہٖ

کوئی کر سکے تِری مدح کیا کہ نہ تاب ہی نہ مجال ہی

نہ رسا ہو ذہنِ بشر کبھی، نہ گزر کناں ہو خیال ہی

تِرے مرتبے سے ہے آشنا، وہی ربِّ عزّوجلال ہی

کہ ہے رَفَعنَا لَکَ ذِکرَکَ پہ گواہ صِدقِ مقال ہی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْ عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ

تجھے جس نے فخرِ رُسل کیا ہمیں جس نے خیرِ اُمم کیا
اُسی بے نیاز کی ہے قسم، ہمیں بے نیازِ الم کیا
لبِ مدعا بھی نہ وا ہوئے کہ گدا پہ تو نے کرم کیا
ابھی ہونٹ پر بھی نہ آسکا ابھی ذہن ہی میں تھا سوال ہی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْ عَلَیہِ وَ اٰلِہٖ

تری ذاتِ عظمتِ کُل بنی، تری شانِ شانِ تمام ہے
جہاں جبرئیل کے پر جلیں وہ بلند تیرا مقام ہے
جو ہے بادشاہوں سے بھی سوا ترے آستاں کا غلام ہے
اِسے کہہ سکیں گے انسؓ ہی کچھ یہ بتا سکیں گے بلالؓ ہی

بَلَغَ العُلیٰ بکمالِہٖ
کشف الدجیٰ بِجمالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصالِہٖ
صَلّوُ عَلَیہِ وَآلِہٖ

ہے وہی تو مومنِ باصفا ہے یقیں اُسی کا کمال پر
ترا عشق جس کی حیات ہو تری یاد جس کی ہو راہبر
ہو جہاں میں کوئی عزیز کیا تو عزیز سے ہے عزیز تر
نہ تو زن پسر، نہ تو باپ ماں نہ تو جان ہی نہ تو مال ہی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْ عَلَیہِ وَآلِہٖ

تری رفعتوں کا ہے اقتضا تجھے زیبِ عرشِ علیٰ کہوں
نہ ہو خوفِ شرع تو بر ملا تجھے اور اس سے سوا کہوں
تو خدا نہیں کہ خدا کہوں تو بتا مجھے تجھے کیا کہوں
نہ فلک پہ تیرا جواب ہی نہ زمیں پہ تیری مثال ہی

بَلَغَ العُلیٰ بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
حَسُنَت جَمِیعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْ عَلَیہِ وَآلِہٖ

تری شان رحمت عالمیں ترا لطف سارے جہان پر

تری بارگاہِ نیاز سے ہے وہ کون جو نہیں بہرہ ور

مگر اک مبارکِ بے نوا ترے در کا عبدِ حقیر تر

رہے تا بکے زبوں بخت ہی رہے تا بکے زبوں حال ہی

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ

کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَآلِہٖ



ولادتِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت کے روحِ رواں آرہے ہیں
وہ فخرِ زمین و زماں آرہے ہیں
زمانے کے راحت رساں آرہے ہیں
کرم گستر و مہرباں آرہے ہیں

صداقت کے وہ ترجماں آرہے ہیں!
شہنشاہِ کون و مکاں آرہے ہیں !

زمیں جن کے جلووں سے معمور ہوگی
حیاتِ آدمیّت کی پُر نور ہوگی!!
بدی دفعتاً دہر سے دور ہوگی!!
غرض ظلمتِ کفر کافور ہوگی!

وہی زینتِ خاکداں آرہے ہیں
شہنشاہِ کون و مکاں آرہے ہیں

مشیّت کے لب پر ہے رقصاں تبسّم
تموج میں ہے آج رحمت کا قلزم
ملائک تحیّر کے عالم میں ہیں گُم
چھلکتے ہیں رحمت کے پیمانہ و خُم

وہی ساقیِ دو جہاں آرہے ہیں
شہنشاہِ کون و مکاں آرہے ہیں

قضا و قدر کا مقدّس قرینہ
منور تھا جس سے کبھی طورِ سینا
رسالت کے خاتم کا روشن نگینہ
نبوّت کا جلوہ ہے سینہ بہ سینہ
وہ فاراں پہ جلوہ فشاں آرہے ہیں
شہنشاہِ کون و مکاں آرہے ہیں

وہ نبیوں کے سردار سرکارِ عالی
زمانہ ہوا جن کے در کا سوالی ! !
یتیم آمنہ کا دو عالم کا والی
وہ انسانیت کی بنا جس نے ڈالی
وہی محسنِ انس و جاں آرہے ہیں
شہنشاہِ کون و مکاں آرہے ہیں

جو اُترا تھا سر تاج بن کر زمیں پر
قدم لے گیا تھا جو عرشِ بریں پر
نشاں سروری کا تھا جس کی جبیں پر
حکومت ملی جس کو دنیا و دیں پر

وہی سرورِ قدسیاں آ رہے ہیں
شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں

روش اس چمن کی نکھرنے لگی ہے
نئے سر سے دنیا سنورنے لگی ہے
فلک سے تجلی اترنے لگی ہے
حقیقت پھر اک بار ابھرنے لگی ہے

علم دارِ آخر زماں آ رہے ہیں!
شہنشاہِ کون و مکاں آ رہے ہیں!

تمہارے دم سے عیسیٰ صاحبِ قُم

مِلا موسیٰ کو اعجازِ تکلم ! !

تمہارا فیض داؤدی ترنم ! !

رسالت ختم ہے جس پر وہ ہو تم

صَلوٰۃٌ یَا رَسُولَ اللہ عَلَیکُم

سَلَامٌ یَا حَبِیبَ اللہ عَلَیکُم

بشر کے روپ میں پروردگاری

ہو تم آئینۂ اوصافِ باری

یہ ستّاری، یہ غفّاری تمہاری

مزمّل تم، شفیع المذنبیں تم

صَلوٰۃٌ یَا رَسُولَ اللہ عَلَیکُم

سَلَامٌ یَا حَبِیبَ اللہ عَلَیکُم

تمہارے لطف سے کیا دور آقا!
ابھی ہو جائیں ہم مسرور آقا
ابھی ظلمت ہو سب کافور آقا!
لبِ رحمت پہ آجائے تبسّم

صَلوٰۃٌ یارسُول اللہ عَلَیکُم
سَلامٌ یا حَبِیبَ اللہ عَلَیکُم

گناہوں کی فراوانی ہوئی ہے
کہ نادانی پہ نادانی ہوئی ہے
مگر پھر بھی پشیمانی ہوئی ہے
رواں اشکِ ندامت کے ہیں قلزم

صَلوٰۃٌ یارسُول اللہ عَلَیکُم
سَلامٌ یا حَبِیبَ اللہ عَلَیکُم

زمیں دشمن فلک بیداد گر ہے
کہاں جائیں کدھر راہ مفر ہے
تمہاری سمت اب ان کی نظر ہے
جنہیں کہتے ہو اپنا اُمّتی تم

صَلوٰۃٌ یارَسُولَ اللہ عَلَیکُم
سَلامٌ یا حَبیبَ اللہ عَلَیکُم

عدو کا قصۂ بیداد سُن کر
ہمارے درد کی روداد سُن کر
غریب امت کی اب فریاد سُن کر
اُٹھے اب بحرِ رحمت میں تلاطُم

صَلوٰۃٌ یارَسُولَ اللہ عَلَیکُم
سَلامٌ یا حَبیبَ اللہ عَلَیکُم

مبارک پر نوازش اللہ اللہ
کریمی کی یہ بارش اللہ اللہ
یہ شانِ جود و بخشش اللہ اللہ
دُعا قطرے کی مانگی اور ملا خُم

صَلوٰۃٌ یا رسُول اللہ علَیکُم
سَلامٌ یا حَبیب اللہ علَیکُم



سلام

ترے در پہ جبیں فرسا عرب والے عجم والے

ترے محتاج رحمت ہیں سبھی دیر و حرم والے

تری چوکھٹ پہ کاسہ لیس اجلال و حشم والے

ترستے ہیں غلامی کو تری طبل و علم والے

لیے کاسہ گدائی کا کھڑے ہیں جام جم والے

سلام اے رحمۃ للعالمین ﷺ لطف اتم والے

ترے دم سے فروزاں ہے ابھی تک شمعِ سینائی
تری تصدیق سے داؤدؑ کی بجتی ہے شہنائی
ترے اعجاز سے زندہ ہے اعجازِ مسیحائی
تری رحمت سے کل نبیوں نے عمرِ جاوداں پائی
نہ کیوں فخرِ رسل ہوتا تو اے خیرِ اُمم والے
سلام اے رحمتہ للعالمینؐ لطف اتم والے

عبادت جس سے خود فکر و نظر کی بزم آرائی
ہے جس کی خاک پر خود سرمۂ تنویرِ دانائی
بصیرت کو عطا کرتی ہے جس کی ذات بینائی
وہ اُمّی جس کی حکمت پر فدا حکمت کی پہنائی
بظاہر ہے لقب اُمّی مگر، لوح و قلم والے
سلام اے رحمتہ للعالمینؐ لطف اتم والے

شفیعِ روزِ محشر ہے تو فخرِ نوعِ انسانی
کہیں معراجِ روحانی کہیں معراجِ جسمانی
سلام اے پیکرِ رحمت سلام اے لطفِ ربّانی
ترے اشکوں کے قطرے سے خجل رحمت کی طغیانی

سلام اے شافعِ محشر، سلام اُمّت کے غم والے
سلام اے رَحمَتہً لِلعالمیںؐ لطف اتم والے

کبھی گوشِ مقدّس نے سُنا یٰسین کا نغمہ
زہے اندازِ محبوبی کبھی پایا لقب طٰہٰ
کبھی بردِ یمانی میں مِلا تمغہ مُزمّل کا
زہے وَاللّیل کی نکہت، زہے وَالشّمس کا جلوہ

وہ روئے پُرضیاء والے وہ زلفِ خم بہ خم والے
سلام اے رَحمَتہً لِلعالمیںؐ لطف اتم والے

جفائیں سہ کے دشمن کے لیے تو نے دعا کی ہے

منافق کو کفن میں اپنی چادر تک عطا کی ہے

تری رحمت تو اپنے کیا ہیں غیروں پر رہا کی ہے

کریمی کی مرے آقاؐ جب اتنی انتہا کی ہے

مبارکؔ بھی کرم کا منتظر ہے اے کرم والے

سلام اے رحمۃ للعالمینؐ لطف اتم والے



صلِّ علیٰ محمدؐ صلّو علیہ و آلہٖ

لوح و قلم سے منسلک جس کا مقامِ آگہی
جس کا خطاب اُمیّت فکر و نظر کا منتہی
جس کے بغیر دہر میں خضر بھی صیدِ گمرہی
عقل یہی ہے نعرہ زن کہتی ہے اب خرد یہی
صلِّ علیٰ محمدؐ صلّو علیہ و آلہٖ!

مسندِ شاہِ دوجہاں ایک شکستہ بوریا
جسم پہ خلعتِ شہی ایک دریدہ سی قبا
رُخ پہ تجلّیِ کرم، فاقے سے ہے نڈھال سا
تن پہ لباسِ فقر ہے قدموں میں ہے شہنشہی
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلُّوْ عَلَیْہِ وآلہٖ!

رفعتِ حق کے واسطے کھیل گیا جو جان پر
کرّوبیاں تھے دم بخود جسکے کرم کی شان پر
بارشِ سنگ و خشت میں آئی دعا زبان پر
جس نے ہر اک مقام پر ظلم سہے جفا سہی
صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ صَلُّوْ عَلَیْہِ وآلہٖ

ٹوٹ کے رحمتِ ازل برسی شہِ حجاز پر

ختم تھی متاعِ دو جہاں خاکِ حریمِ ناز پر

شانِ کرم تھی دم بخود فطرتِ بے نیاز پر

دونوں جہاں کی نعمتیں اور وہ دامنِ تہی

صَلِّ علیٰ محمدٍ صلّو علیہ وآلہٖ

اُن پر لگی ہوئی ہے لَو ان سے صبا یہ عرض کر

اتنی سی بات پیش کر اک التجا یہ عرض کر

بارگہِ نیاز میں بہرِ خدا یہ عرض کر

اُمّتِ خستہ حال کی کون کرے گا دل دہی

صَلِّ عَلیٰ مُحمدٍ صلّو علیہٖ وآلہٖ

کوئی مبارکِ حزیں مدح کرے تو کیا کرے

تابِ سخن ہے کس میں جو اپنی زباں وا کرے

کس کی مجال ہے یہاں مدح کا حق ادا کرے

عرشِ بریں پہ حق نے خود جب اس کی منقبت کہی

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلُّوْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ



سرکارِ میلاد

بے وفائی کرنے والوں میں وفا کا ذکر ہے
یا خزف ریزوں میں لعلِ بے بہا کا ذکر ہے
اہرمن زادوں کے جھرمٹ میں خدا کا ذکر ہے
رہزنوں کی انجمن میں رہنما کا ذکر ہے
محفلِ ظلمات میں نور و ضیاء کا ذکر ہے
یعنی اربابِ دُوَل میں مصطفےٰ کا ذکر ہے

پست اخلاقوں میں ہے اخلاقِ پیغمبرؐ کا ذکر
بزمِ ناؤنوش میں ہے ساقیِ کوثر کا ذکر
ہے حضورِ نفس پرور، زندگی پرور کا ذکر!
داعیانِ معصیت میں شافعِ محشر کا ذکر
گمرہوں میں جلوۂ شمعِ ہدیٰ کا ذکر ہے
یعنی اربابِ دُول میں مصطفیٰؐ کا ذکر ہے

اللہ اللہ قوم و ملت کے علمداروں کی بزم
زر پرستوں کا یہ اڈّا یعنی زرداروں کی بزم!
پیشہ ور چوروں کی محفل، منفعت خواروں کی بزم
بد دیانت، کینہ پرور، معصیت کاروں کی بزم
شام کے تاجر امینِ میسرہ کا ذکر ہے!
یعنی اربابِ دُوَل میں مصطفیٰؐ کا ذکر ہے!

عاصیوں میں اور ذکرِ بانیٔ حلف الفضول!!
مجرموں کے سامنے اور شرحِ آئینِ رسولؐ!
حق پرستی جس کا شیوہ، راستی جس کا اصول
کاٹ سکتا تھا خطا پر جو کبھی دستِ بتولؓ

اقربا پرور میں آج اُس باصفا کا ذکر ہے
یعنی اربابِ دُول میں مصطفٰےؐ کا ذکر ہے

زندگی جس جا ہے شعر و نغمہ، طاؤس و رباب
اقتدارِ زر جہاں ہر رنگ میں ہے کامیاب
حُسن ہے آلودہ دامن، عشق ہے مست و خراب
دن دہاڑے جس جگہ لٹتا ہے عصمت کا شباب

اس جگہ اک شہریارِ اتقا کا ذکر ہے!
یعنی اربابِ دُول میں مصطفٰےؐ کا ذکر ہے

مفلسوں کا خون پینا بن چکا جن کا شعار!
بے نواؤں سے جنھیں ملتے ہوئے آتی ہے عار
خاکساروں سے جو اپنے دل میں رکھتے ہیں غبار
دیدنی ہے آج ان کی بزم کی تازہ بہار
صاحب الفقر فخری کی وفا کا ذکر ہے
یعنی اربابِ دول میں مصطفٰے کا ذکر ہے

یہ شکم پرور جماعت مستِ مے، مستِ طرب
جن کو کٹ لٹ چاپ بریانی مزعفر کی طلب
رقص گاہیں چھوڑ کر پہنچے کہاں یہ العجب
تین پتھر پیٹ پر باندھے تھے جو فخرِ عرب
آج اب اس فاقۂ خیر الورا کا ذکر ہے
یعنی اربابِ دول میں مصطفٰے کا ذکر ہے

جس کی خلقت بے مثال اور جس کی طینت بے عدیل

جس کی ہستی عظمتِ انسانیت کی تھی دلیل

جس کا ہر نقشِ قدم تھا زندگی کا سنگِ میل

پیکرِ خاکی میں تھا جو مظہرِ ربِ جلیل

معصیت زادوں میں آج اُس باصفا کا ذکر ہے

یعنی اربابِ دول میں مصطفیٰ کا ذکر ہے

تاجداری خاک پر سر اور غلامی سرفراز

یوں اٹھایا کمتر و برتر کا اس نے امتیاز

ایک تھے جس آنکھ میں اہلِ عجم اہلِ حجاز

آج اس کا "دن" مناتا ہے یہاں "صوبہ نواز" !

بغضِ قومیت ہے لطفِ دوسرا کا ذکر ہے

یعنی اربابِ دُوَل میں مصطفیٰ کا ذکر ہے

مفلسوں کی عید تھی "یوم النبیؐ" بالاتفاق

یہ خوشی بھی دیکھیے اب گزری اہلِ زر کو شاق

محفلِ میلاد میں یہ لیڈرانہ طمطراق!

ہم غریبوں کی محبت کا اڑاتا ہے مذاق

طنز ہے ہم پر ہمارے رہنما کا ذکر ہے

یعنی اربابِ دول میں مصطفیٰؐ کا ذکر ہے





اُن کی مدحت کے لیے دونوں جہاں کافی نہیں
انس و جاں کافی نہیں کرّ و بیاں کافی نہیں
کون کہتا ہے کہ ان کا آستاں کافی نہیں
عرش تک لے جائے جو وہ نردباں کافی نہیں
نعت گوئی کو فقط لفظ و بیاں کافی نہیں
ہو زباں جب تک نہ دل کی ترجماں کافی نہیں
کتنی مدّت چاہیے وصفِ پیمبر کے لیے
خضر کا کہنا ہے عمرِ جاوداں کافی نہیں

دشتِ طیبہ کے سوا تسکینِ دل کے واسطے
گلشنِ فردوس یا باغِ جناں کافی نہیں

یاد اُن کی، ذکر ان کا کیوں نہ ہو وجہِ نجات
کیا یہ دل کافی نہیں، کیا یہ زباں کافی نہیں

دعویِ عشقِ نبیؐ ہے ایک دعویٰ بے دلیل
ہو نہ دل میں جب خلوصِ بیکراں کافی نہیں

لَعُصِمُکَ مِنَ النَّاسِ فرمایا خدا نے آپؐ سے
کیا تحفظ کے لیے وہ پاسباں کافی نہیں

کیا اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کو بھول جاؤں
میرے حق میں کیا وہ ربِّ دو جہاں کافی نہیں

گرمیِٔ محشر سے ڈرتا ہے مبارکؔ یہ بتا
سایۂ دامانِ شاہِ مرسلاں کافی نہیں



کیا خوب مغفرت کی مبارک سبیل ہے
جو ہے شفیعِ حشر، وہ میرا کفیل ہے

توحید کے کمال کی روشن دلیل ہے
بے مثل ہے خدا تو نبیؐ بے مثیل ہے

ربطِ نیاز و ناز کا انداز دیکھنا ! !
مرضی نبیؐ کی مرضیِ ربِّ جلیل ہے

محدود تو نہیں ہے شفاعت کا سلسلہ
فہرست میرے جرم کی مانا طویل ہے

پانی پہ حکم چلتا تھا اُن کے غلامؓ کا
جس کا گواہ آج بھی دریائے نیل ہے

وہ مظہرِ صفاتِ الٰہی ہے بالیقیں
نِعْمَ النَّصِیْر بھی ہے وہ نِعْمَ الوَکِیْل ہے

زیبا اُسی کو ہے شہِ لولاک کا لقبؐ!!
عیسیٰؑ کی جو نوید، دعائے خلیلؑ ہے





تری عظمتوں کے بیان میں مری مختصر سی یہ بات ہے

جو ہے تجھ سے کوئی عظیم تر تو وہ اک خدا ہی کی ذات ہے

تری یاد میرا سکون ہے، ترا عشق میری حیات ہے

مرا قلب محوِ درود ہے مری رُوح وقفِ صلوٰۃ ہے

میں اسیرِ جرم و خطا سہی میں ہزار گرچہ بُرا سہی !

تو شفیعِ روزِ جزا ہے جب، مری آبرو ترے ہاتھ ہے

وہ مسیح ہوں کہ کلیم ہوں وہ ہوں لاکھ اہلِ شرف مگر

تری شان پھر تری شان ہے تری بات پھر تری بات ہے

ترے در کا عبدِ حقیر تر مجھے ناز ہے اسی بات پر!

تری بندگی مجھے کیا ملی، تری سروری مرے ساتھ ہے

تری مدحتوں کا بیان بس یہی مختصر سے ہے مختصر

ہے صفات میں تری ذات گم تری ذات تیری صفات ہے

کہوں کیا مبارکِ بے نوا نہیں کوئی حسنِ عمل مرا!

فقط ایک عشقِ نبی ہے جو مرے حق میں وجہِ نجات ہے





درِ خیر الوریٰ پیشِ نظر ہے

نگاہِ شوق کا سجدے میں سر ہے

خدا کے بعد نام آتا ہے اُن کا !

فضیلت کا یہ قصۂ مختصر ہے

نبیؐ ہے تو امام الانبیاء ہے

بشر ہے پھر تو وہ خیر البشر ہے

یہ کہتی ہے شفیع المذنبینی ! !

ردائے مغفرت اُمّت کے سر ہے

مصوّر کا تو کیا کہنا ہے آقاؐ

وہ خود نازاں تری تصویر پر ہے

عدوئے جاں پہ جب رحمت تھی اُس کی

وہ کیا اُمّت سے اپنی بے خبر ہے

بحمد اللہ یہ معراجِ تمنّا

مبارکؔ کی جبیں آقاؐ کا در ہے





بے چارگی کا غم نہیں چارہ رسولؐ ہیں
دنیا و آخرت میں سہارا رسولؐ ہیں!

کیوں بے کسی پہ میری زمانہ ہے خندہ زن
یاور رسولؐ ہیں مرے یارا رسولؐ ہیں!

جبریلؑ کی جہاں پہ مجالِ گذر نہیں
اس انجمن میں انجمن آرا رسولؐ ہیں

آئی نظر نہ جب وہ وراء الورٰی کی ذات
مقصودِ چشمِ ذوق نظارا رسولؐ ہیں!

جس کا کرم ہے نوح کی کشتی بنا ہُوا
وہ بحرِ معرفت کا کنارا رسولؐ ہیں

واللیل کی نمود میں والشمس کا ظہُور!
ظلمت کدے میں نور کا دھارا رسولؐ ہیں

حُسنِ عمل نہیں ہے مبارکؔ تو غم نہیں
محشر میں صرف میرے سہارا رسولؐ ہیں





توحید و رسالت پر شاہد دنیا کا چمن عقبیٰ کا چمن !

مولا کا چمن ، بطحا کا چمن ، یثرب کا چمن ، آقا کا چمن

والیل کی نکہت زلفوں میں والنور کی تابش چہرے پر

معمور ہے کیسی خوشبو سے پُر نور ہے کیا آقا کا چمن

آقا کا چمن تو آج تلک سر سبز بھی ہے شاداب بھی ہے

ہونا تھا خزاں کی نذر ہوا موسیٰؑ کا چمن ، عیسیٰؑ کا چمن

اب ختم زبوری دور ہوا ، خاموش ہے لحنِ داؤدیؑ

اب نغمۂ حق سے گونجے گا تا حشر یہاں اِقرأ کا چمن

جب عرش سے تا یہ فرش ہوئی معراج میں بارش پھولوں کی
پھر کس کے استقبال میں تھا گل ریز شبِ اسریٰ کا چمن

جب نورِ ازل کی چھوٹ پڑی تو مکّہ بقعۂ نور ہوا !
جب ٹوٹ کے برسا ابرِ کرم سیراب ہوا طیبہ کا چمن

مسجودِ ملائک ہے یہ زمیں فردوس کو بھی رشک آتا ہے !
صحرا میں مبارکؔ قائم ہے دیکھو تو گلِ رعنا کا چمن





عرشِ سے طور تک طور سے تا حرا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

جلوۂ مصطفٰے نور کا سلسلہ چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

اب زمیں کو فضیلت ہے افلاک پر اک سراجِ منیر آگیا خاک پر

چار جانب وہ نور اپنا پھیلا گیا ، چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں !

مصطفٰے کی جھلک والقمر کی ضیاء اور صحابہؓ میں ہے حُسن والنجم کا !

آپؐ بدرالدجیٰ وہؓ ہیں نجم الھدیٰ چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

برقِ ایمن بھی ہے نورِ فاراں بھی ہے چار سو جلوہ گر حُسنِ یزداں بھی ہے

بقعۂ نور اب ذرہ ذرہ ہوا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

ظلمتِ دہر جس سے منوّر ہوئی، یہ زمیں جس سے جلووں کی پیکر ہوئی

وہ یتیمِ عرب جس سے عالم بنا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

مرحبا نورِ احمد کی یہ تاب وتب جگمگانے لگا ریگزارِ عرب

دن بنا دلربا شب بنی مہ لقا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

جب زمیں پر ہوئی ان کی جلوہ گری آسماں سورۂ نور پڑھنے لگا!

دے رہے ہیں شہادت یہ ارض وسما چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

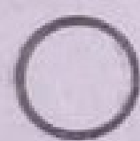
آفتابِ رسالت کا کیا پوچھنا کرۂ ارض پر جب ہوا رونما

نور پھیلا گیا از کجا تا کجا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں

جب مبارک جہاں میں حضور آگئے لیکے ساتھ اپنے پیغام نور آگئے

اک سماں پیش تھا لیلۃ القدر کا چاندنی چاندنی کہکشاں کہکشاں





رسالت پر فدا ہو کر الوہیت میں ضم ہو جا
نبیؐ کے عشق میں پروانۂ شمعِ حرم ہو جا
مکرّم محترم ہو جا، معظّم محتشم ہو جا
اطاعت یوں نبیؐ کی کر کہ خود نقشِ قدم ہو جا
جو سرکارِ دو عالم کی ہے الفت جاگزیں دل میں
غمِ سود و زیاں کیا بے نیازِ بیش و کم ہو جا
تصوّر میں مرے آنے لگا سرکارؐ کا روضہ
تقاضا ہے ادب کا اے جبینِ شوق خم ہو جا

مجھے آقا کی اک چشمِ کرم درکار ہے زاھد
یہ تیرا ظرف تو ان سے طلب گارِ ارم ہو جا

بہرِ عالم تو افضل ہے وہ دنیا ہو کہ عقبیٰ ہو
کہیں فخرِ بشر بن جا کہیں شاہِ امم ہو جا

عطا اُمّ الکتاب اُمّیؐ کو کی خالق نے یہ کہہ کر
مرے محبوب لے اب وارثِ لوح و قلم ہو جا

نظر ڈالی ہے آقا نے مبارکؔ تیرے اشکوں پر
سزاوارِ سزا تھا اب سزاوارِ کرم ہو جا!





جاری مرے حضورؐ کا فیضان ہوگیا
بوذر کوئی بنا کوئی سلمان ہوگیا

کیا کیمیا اثر تھی نگاہِ رسولؐ بھی!
جو بھی گیا وہ صاحب عرفان ہوگیا

یہ تھا مرے حضورؐ کا فیضان مرحبا
اِک اِک گدائے راہ بھی سلطان ہوگیا

جس کو عطا ہوا تھا غلامی کا مرتبہ
ذی مرتبت بنا، وہی ذیشان ہوگیا

کیا بات تھی حضورؐ کے فیضِ نگاہ کی!!
جس پر پڑی نگاہ وہ انسان ہوگیا



شافعِ حشر، شاہِ جہاں مصطفےٰ
دونوں عالم میں ہیں حکمراں مصطفےٰ

رابطہ بن گئے، واسطہ بن گئے
عبد و معبود کے درمیاں مصطفےٰ

کاروانِ نبوّت کے یوسف ہیں یہ
پھر بھی یوسف کہاں اور کہاں مصطفےٰ

وہ مزمّل بھی ہیں وہ مدثّر بھی ہیں
پردہ پوشِ غمِ عاصیاں مصطفےٰ

نام یٰسین کچھ بے سبب تو نہیں

دل کی تسکین ہیں بے گماں مصطفےٰ

حق کو تکلیف تیری گوارا نہیں

شرحِ طٰہٰ ہے خود ترجماں مصطفےٰ

یہ بشر کیا ہیں تجھ پر ملائک نثار

یہ زمیں کیا ہے خم آسماں مصطفےٰ

تن پہ کہنہ ردا اور تاجِ شہی!

ٹھوکروں میں تری دو جہاں مصطفےٰ

اس عجمی میں اتنی جسارت کہاں

ہو مبارک ترا مدح خواں مصطفےٰ





اقتدائے احمدِ مختار ہونا چاہیئے

سیرتِ خیر البشرؐ معیار ہونا چاہیئے

مجھ پہ اتنا تو کرم سرکارؐ ہونا چاہیئے

خواب ہی میں آپؐ کا دیدار ہونا چاہیئے

اَب تو امت ہو رہی ہے آپؐ کی غرقابِ غم

میرے آقا اب تو بیڑا پار ہونا چاہیئے

جاگ جائے کاش اپنی اُمتِ خفتہ نصیب

ہم میں ایسا جذبۂ بیدار ہونا چاہیئے

میرے آقا میں ہوں عاصی آپ ہیں لطفِ تمام

درگزر اک بار کیا سو بار ہونا چاہیئے

بارگاہِ ایزدی میں ہے وسیلہ آپ ؐ کا

آپ سے ہر درد کا اظہار ہونا چاہیئے

اپنے آقا سے مبارک صرف اتنی عرض ہے

اک نگاہِ لطف بس سرکار ہونا چاہیئے





نبیؐ کے عشق کی کیا شان ہے خدا کی قسم
وہ عشق حاصلِ ایمان ہے خدا کی قسم
کہا حضور نے احساں کسی کا مجھ پہ نہیں
ابوبکرؓ کا بس احسان ہے خدا کی قسم
اگر حضورؐ نہ ہوتے، عمرؓ نبی ہوتے!
عمرؓ کی شان بھی کیا شان ہے خدا کی قسم
مُرید سب ہیں، عمرؓ ہے مگر مُرادِ رسولؐ!
عمرؓ رسولؐ کا ارمان ہے خدا کی قسم

پکارتا ہے زمانہ اُسی کو ذوالنورین
وہی جو جامعِ قرآن ہے خدا کی قسم

وہ بابِ علم ہے اس کی فضیلتیں لاکھوں
علیؓ تو بولتا قرآن ہے خدا کی قسم

وہ فاطمہؓ کہ کہا جس کو بضعتہُ منّی
رسولؐ پاک کی وہ جان ہے خدا کی قسم

حسنؓ حسینؓ جوانانِ خُلد کے سردار
ہر ایک صاحب عرفان ہے خدا کی قسم

خدا کے بعد مبارکؔ نبیؐ کا درجہ ہے
یہ میرا دین، یہ ایمان ہے خدا کی قسم





جلو میں لیے اپنی رحمت کے سائے

قیامت میں سرکار تشریف لائے

یہ کون آرہا ہے قیامت میں یارب

ادب سے ہے رحمت کھڑی سر جھکائے

ذو عالم کو خوانِ کرم دینے والا

شکم بھر کے نانِ جویں خود نہ کھائے

کفن میں منافق کو بخشا ہے کرتا

مزمل جو تھے بن کے ستار آئے

مقامِ رسالت ہے اپنی جگہ پر!

کلیمؑ اس کی اُمّت سے تھے لو لگائے

شفا دی مریضوں کو عیسیٰؑ نے لیکن

مریضوں کو اس نے مسیحا بنائے

حضوری کا ارمان تو ہے مبارکؔ

مگر یہ خطاکار کیا منہ دکھائے





مرکزِ روح و قلب و نظر آپؐ ہیں
میں جدھر دیکھتا ہوں اُدھر آپؐ ہیں

اپنی اُمّت سے کب بے خبر آپؐ ہیں
یہ بُرے ہیں تو کیا چارہ گر آپؐ ہیں

ہم قدم آپؐ ہیں، ہم سفر آپؐ ہیں
اور کیا چاہیے ساتھ گر آپؐ ہیں

اس کمالِ تصوّر کا کیا پوچھنا!
ہر گھڑی میرے پیشِ نظر آپؐ ہیں

خِضر تکتے ہیں منہ رہبری کے لیے

دونوں عالم میں وہ راہبر آپؐ ہیں

درگذر، عفو بخشش کریمی لیے !

یارسولؐ خدا سر بہ سر آپؐ ہیں

حشر میں داورِ حشر کے سامنے

منتظر ہیں سبھی منتظر آپؐ ہیں

جس کے قدموں پہ سرمایۂ کُل نثار

وہ فقیری لیے تاجور آپؐ ہیں





سربلندی ہے فدا عظمت ہے قربانِ نبیؐ
مرحبا شانِ نبیؐ، ہر شان شایانِ نبیؐ

منحصر کچھ اہلِ ایماں پر نہیں ظلِّ کرم!
عالمِ انسانیت ہے زیرِ دامانِ نبیؐ

دیدنی ہے ربطِ باہم عبد اور معبود میں!
یہ ثنا خوانِ خدا وہ تہنیت خوانِ نبیؐ

ہر نبی کو ہم نے مانا آپؐ کی تصدیق سے
ہر نبی ہے اس طرح مرہونِ احسانِ نبیؐ

ہم رسالت کے وسیلے سے گئے توحید تک
ہم کو عرفانِ خدا تک لایا عرفانِ نبیؐ

پُرسشِ عصیاں کا کیوں ہو خوف روزِ حشر میں
عاصیوں کے ہاتھ میں جبتک ہے دامانِ نبیؐ

لعصمک من النّاس کا دعویٰ نہ تھا کوئی مذاق!!
خود نگہبانِ دوعالم تھا نگہبانِ نبیؐ

شافعِ محشر کی ہر اِک بات مانی جائے گی
داورِ محشر سے ہے یہ عہد و پیمانِ نبیؐ

مفتخر اور منفرد، وہ منتخب، وہ مجتہد
دین کے معمار تھے یہ چاریارانِ نبیؐ

حضرتِ رضوان ہیں داروغۂ جنّت مگر
اُن سے رتبے میں کہیں بڑھ کر ہے دربانِ نبیؐ

نعت گوئی کی تڑپ دل میں مبارکؔ تھی مگر
میری یہ قسمت کہاں ہوتا جو حسّانؓ نبیؐ





خدا کی بندگی ہے یا محمدؐ کی اطاعت ہے
بنائے دین و ایماں صرف توحید و رسالت ہے
وہ اُمت جس میں موسیٰ کو شمولیت کی حسرت ہے
وہ اُمت خیرِ اُمت تو مرے آقا کی اُمت ہے
نبیؑ ہو کر بھی چاہا مصطفےٰ کا اُمتی ہونا ! ! !
یہ شانِ حق شناسی ہے وہ معراجِ فضیلت ہے
یہاں ختم الرسل ٹھہرے وہاں وہ شافعِ محشر
کہیں شانِ رسالت ہے کہیں شانِ شفاعت ہے

خطاؤں پر خطائیں اور تمنّا ہے حضوری کی!

مرے آقا! حضوری کی تمنا بھی جسارت ہے

پشیماں، منفعل، نادم، خجل، محجوب، شرمندہ

مگر آقا مجھے بس ایک امیدِ شفاعت ہے

کریمی کی یہ کوئی انتہا ہے رحمتِ عالمؐ

مبارکؔ جیسا عاصی بھی طلب گارِ شفاعت ہے





مِری لغزشوں کو نہ دیکھیے نہ نظر خطاؤں پہ ڈالیے

کہ ہیں آپ رحمتِ عالمیں مجھے بحرِ غم سے نکالیے

بجز آپ کے مرا کون ہے کہ میں عرض اس سے یہ کرسکوں

کہ میں مر رہا ہوں بچائیے کہ میں گر رہا ہوں سنبھالیے

جو غلام تیرا ہُوا کوئی اسے مِل گئی ہے شہنشہی

ترے آستانے کی عبدیت ہے یہ شانِ ظلِّ ہُما لیے

میں اگر بُرا ہوں تو کیا ہُوا کرم آپ کا تو سبھی پہ ہے

میں ہوں اُمّتی مرا حق بھی ہے مجھے اپنے در سے نہ ٹالیے

بڑے خوش نصیب ہیں وہ بھی جو ترے آستاں پہ پہنچ گئے

کہ نصیب جن کے بگڑ گئے ترے در پہ جا کے بنا لیے

میں نثار شانِ جلال پر، میں نثار شانِ جمال پر

کہیں شانِ شمسِ ضُحیٰ لیے کہیں شانِ بدرِ دجیٰ لیے

یہ تو مانتے ہیں بُرے ہیں ہم مگر آپ ہی کے غلام ہیں

ہمیں دیکھیے ہمیں بھا لیے ہمیں پوسیئے ہمیں پا لیے

یہی رحمتوں کا کمال ہے یہ ہے شان خُلقِ عظیم کی

کہ زمیں پہ جو بھی حقیر ہے اسے آسماں سے اُچھا لیے

تری رحمتوں نے نواز کر مجھے ڈھیٹ کتنا بنا دیا

مجھے ناز ہے نہ ٹلوں گا میں ترے در سے تیری عطا لیے

یہ ہے وہ مبارکِ بے نوا جو ہے غرق جُرم و گناہ میں

فقط آپ ہی کا ہے آسرا اِسے قیدِ غم سے نکالیے



○

وہ اپنی نسبت سے اپنی رحمت کو جاودانی بنا چکے ہیں
ازل کی سرحد سے میرے آقا ابد کی سرحد ملا چکے ہیں
بلال رضؓ یوں محترم ہیں جیسے غلافِ کعبہ بہ فیضِ کعبہ
حضور اپنا بنا کے حبشی کو رشکِ یوسف بنا چکے ہیں
رسائی موسیٰ کی طور تک تھی مسیح جو تھے فلک پہ پہنچے
حضور عرشِ علیٰ پہ جا کے مقام اپنا بنا چکے ہیں
رؤف بھی وہ، ودود بھی وہ، رحیم بھی وہ، کریم بھی وہ
صفاتِ باری کے سارے جلوے بشر میں آ کر سما چکے ہیں

زمانہ مڑ مڑ کے دیکھتا ہے ہمارے آقا کے نقشِ پا کو
بنی ہے اہلِ نظر کی منزل قدم جہاں بھی وہ لا چکے ہیں

زمینِ طائف تجھے مبارک حضورؐ کی یہ کرم نوازی !
چھڑک کے اپنے لہو کی بوندیں تجھے گلستاں بنا چکے ہیں

فضیلتوں کی ہے کون منزل نہیں جو آقا کو میرے حاصل
ملا شفاعت کا اذن اُن کو مقامِ محمود پا چکے ہیں

بقا کی دولت کو ساتھ لیکر اجل کھڑی ہے حیات لیکر
انہیں مٹائے گا کیا زمانہ جو خود کو اُن پر مٹا چکے ہیں





سایۂ رحمت میں ہم ہیں دامنِ رحمت میں ہم
آپؐ کی اُمّت میں آکر، آ گئے جنت میں ہم

کیا کہیں، کیونکر کہیں، کچھ آپؐ کی مدحت میں ہم
نطق پر سکتہ ہے گُم ہیں عالمِ حیرت میں ہم

آپؐ جب خیرِ رُسُل ٹھہرے تو ہم خیرِ اُمَم
آپؐ کی نسبت سے پہنچے منزلِ عظمت میں ہم

خاک ہوں جل کر جہاں خود شہپرِ رُوح الامیںؑ
پار ہیے ہیں اس سے آگے آپؐ کو رفعت میں ہم

جس کی خوشبو سے معطّر ہیں مشیّت کے مشام

کھو گئے اس گیسوئے وَالّیل کی نکہت میں ہم

کہہ رہی ہے آج ہم سے آیتِ خلقِ عظیم

دیکھ لیں قرآن کی صورت تِری صورت میں ہم

بِن بلائے جو گیا طائف کی عؑ جلوہ گاہ میں

میہماں پاتے ہیں اس کو عرش کی خلوت میں ہم

جس کی اُمّت میں نہ ہونے کا تھا موسیٰ کو ملال

اللہ اللہ ہیں اُسی سرکارؐ کی اُمّت میں ہم

کس قدر مجبور ہو کر ھمؔ مبارک رہ گئے

جُز دعا رکھتے نہیں کچھ قبضۂ قدرت میں ہم





عرش پر تشریف فرمائی مرے سرکار کی
جا کے پہنچی ہے کہاں رفعت حرا کے غار کی

رحمتِ عالم بھی وہ ہیں شافعِ محشر بھی وہ
دھوم ہے دونوں جہاں میں احمدِ مختار کی

کس نے طائف میں کیا چھڑکاؤ اپنے خون سے
آگئیں جو دشت میں رنگینیاں گلزار کی

اک منافق کو کفن میں اپنی چادر بخش دی
بندۂ ستار ہو کر شان تھی ستار کی

چاند دو ٹکڑے بنایا کفر کا دل شق ہُوا
تھی نگاہِ مصطفےٰ یا کاٹ تھی تلوار کی

آپ کا کردار کیا ہے آئینہ قرآن کا
آپ کی گفتار کیا تصویر ہے کردار کی

اِک یتیمِ بے نوا اور تاج ہے لولاکؐ کا
دو جہاں قدموں پہ خم اور زندگی نادار کی

دیدنی تھی عرش کے مہمان کی عظمت کلیم
لَن ترانی گو کو شاید تھی طلبؑ دیدار کی

یہ تو ہندہ جانتی ہیں یا ہے وحشیؓ کو خبر
حد ہے کتنی درگذر کی، عفو کی، ایثار کی

عمر بھر کانٹے بچھائے جس نے اُس کی راہ میں
وہ عیادت کو چلا ہے آج اُس بیمار کی





اگر ممکن ہو یہ تاثیر یارب جذب کامل میں
شبیہِ مصطفےٰ کھنچ آئے میرے شیشۂ دل میں

گئے تھے عرش پر آقا لیئے اُمّت کا غم دل میں
نویدِ مغفرت لے کر وہ لوٹے اپنی منزل میں

اِدھر ابنِ خطاب آئے اُدھر ابنِ ہشام آیا ! !
کیا آقا نے لیکن فرق پیدا حق و باطل میں

یہ فیضِ مصطفےٰ پائی ملک پر برتری ورنہ ! !
شمار اپنا ہُوا کرتا یہاں ظالم میں جاہل میں

نیاز و ناز کے ملنے کا عقدہ کُھل نہیں پایا
خود اُس کی ذات تھی یا آئینہ کوئی مقابل میں

لیے کشکولِ "اُدعُونی" درِ آقا پہ بیٹھا ہوں !
"فلاتنہر" کا پرچم ہے مبارکؔ دستِ سائل میں



مکینِ عرش دل میں، صاحبِ غارِ حرا دل میں

جلالِ کبریا دل میں، جمالِ مصطفیٰ دل میں

صفات و ذات دونوں ہو گئے جلوہ نما دل میں

دِل اپنا ہے وہ آئینہ نبیؐ دل میں خدا دل میں

ہے توحید و رسالت کا جو قائم سلسلہ دل میں

ادھر حمدِ خدا لب پر، ادھر صلِّ علیٰ دل میں

توکّل تو خدا پر ہے شفاعت پر بھروسا ہے

خدا کے بعد رہتا ہے انہیؐ کا آسرا دل میں

نوازش یہ کہ آنکھوں میں ہیں حسرت دید کی بن کر

کرم ان کا کہ بستے ہیں وہ بن کر مُدعا دل میں

وہ جس سے چاند دو ٹکڑے ہُوا سورج پلٹ آیا!

وہی شمس الضحیٰ دل میں، وہی بدر الدجیٰ دل میں

یہ اُمت مصطفیٰ کی ہے فرشتوں سے تقابل کیا!

سمجھتے ہیں وہ سب خود اپنا اپنا مرتبہ دل میں

لیے دامن میں رحمت خود اجابت عرش سے پہنچی

دعا مانگی ہے جب بھی دے کے اُن کا واسطہ دل میں

مبارکؔ اس کی رحمت سے نہیں مایوس میں لیکن

امیدِ مغفرت کیا ہو شفاعت کے سوا دِل میں





بزمِ فردوس نہ تو کرّوبیاں کی محفل
خلوتِ عرش ہے اس جانِ جہاں کی محفل

ہیں صحابہؓ کے جلو میں جو ہمارے آقا
چاند کے گرد جمی کاہکشاں کی محفل

آپؐ دنیا میں ہیں رحمت تو ہیں عقبیٰ میں شفیع
ضوفشاں آپؐ سے ہے دونوں جہاں کی محفل

آپؐ کے نور سے ہوتے ہیں منوّر دونوں
بزمِ عالم ہو کہ ہو باغِ جناں کی محفل

ہم گدایانِ محمدﷺ کی نہ محفل پوچھو
ہیچ ہے ہیچ سلاطینِ جہاں کی محفل

آپؐ کا آستاں کیا چیز ہے اللہ اللہ
بے نیازانِ غمِ سُود و زیاں کی محفل

جبرئیلؑ آتے ہیں سرتاپا مؤدب ہو کر
اللہ اللہ شہِ کون و مکاں کی محفل

فرشِ خاکی پہ مبارک ہے جو شاہِ کونین!
کم نہیں عرش سے اس خاکِ جہاں کی محفل





ہم گنہ گاروں کے یاور ہیں رسولِ عربی ﷺ

فکر کیا شافعِ محشر ہیں رسولِ عربی ﷺ

سب نبی آپ ہی سے کسبِ ضیاء کرتے ہیں

سب نبی چاند ہیں خاور ہیں رسولِ عربی ﷺ

اتنی نسبت بھی ہے کافی مجھے بخشش کے لیے

میرے آقا مرے سرور ہیں رسولِ عربی ﷺ

آپ تو رحم پہ مجبور ہیں میرے آقا ﷺ

آپ تو رحم کے پیکر ہیں رسولِ عربی ﷺ

عفو، ایثار، کرم، لطف، کریمی، رحمت

ان سبھی وصف کے پیکر ہیں رسولؐ عربی

اک منافق کو کفن میں دیا اپنا کرتا

آپؐ ستار سراسر ہیں رسولِ عربیؐ

قیدی دشمن کی مصیبت میں کہاں نیند انہیں

مضطرب خود سرِ بستر ہیں رسولِ عربیؐ





بہ فیضانِ تجلّی ماہ داختر ہوتے جاتے ہیں

قدم سے آپؐ کے ذرّے منوّر ہوتے جاتے ہیں

چراغ مسجد و محراب و منبر ہوتے جاتے ہیں

کہوں کیا کچھ یہ یارانِ پیمبرؐ ہوتے جاتے ہیں

بھلا اس رَحْمَۃٌ لِلْعَالَمِینَ کی کوئی حد ہے ؟ !

وہ دشمن کی تباہی پر بھی مضطر ہوتے جاتے ہیں

طوافِ خانۂ کعبہ، طوافِ گنبدِ خضرا

خدا شاہد یہ حج اب حجِ اکبر ہوتے جاتے ہیں

تصوّر اُن کے زلف و رُخ کا ہے جس سے دماغ و دِل
معطّر ہوتے جاتے ہیں منوّر ہوتے جاتے ہیں

مرے آقا نے کی مہرِ صداقت ثبت جس جس پر
ز آدمؑ تا بہ عیسیٰؑ سب پیمبر ہوتے جاتے ہیں

مرے سرکار نے سرمایۂ لطف و عطا بخشا
ابو ذر جیسے بے زر بھی ابو ذر ہوتے جاتے ہیں

بحمد اللہ خورشیدِ رسالت کی ضیاء پاشی
صحابہؓ سب مثالِ ماہ و اختر ہوتے جاتے ہیں

یہ حیرت ہے عطا لوح و قلم ہوتا ہے اُمّی کو!
محمدؐ اب خدائی کے مقدر ہوتے جاتے ہیں





بحرِ کرم ہے گویا میخانۂ محمدؐ
کوثر کی اصل کیا ہے پیمانۂ محمدؐ

کب کام آسکی ہے توحید بے رسالت
بیگانۂ خدا ہے بیگانۂ محمدؐ

پاؤں میں وَرم لب پہ تمجیدِ کبریا ہے
اللہ رے نمازِ شکرانۂ محمدؐ

کالنجم الصحابی کرتا ہے یہ اشارہ
روشن ہے شمع بن کر پروانۂ محمدؐ

قدموں پہ تاجِ شاہی تن پر ردائے کہنہ
کس شان کی ہے شانِ شاہانۂ محمدؐ

سمجھوں کہ کام آئی یہ زندگی مبارکؔ
قسمت اگر بنا دے دیوانۂ محمدؐ

اثرِ دعائے خلیل لائی تو ساری دنیا نے اُس کو دیکھا
فلک سے رحمت زمیں پہ آئی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا
خدا کی ظاہر ہوئی خدائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا
جھلک وراء الوریٰ کی پائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا
ہُوا جو وحدت کا بول بالا جہاں میں پھیلا تمام اُجالا!
خدا نے جب یہ گھڑی دکھائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا
جو اک اشارے سے چاند شق تھا تو اہلِ باطل کا رنگ فق تھا
نبی کی ثابت ہوئی خدائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

عیاں ہوئی حق کی شانِ عالی حرم ہُوا جب بتوں سے خالی
صنم پرستوں سے منہ کی کھائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

دیا رئیس المنافقیں کو کفن میں آقا نے اپنا کُرتہ
جو ایسی شانِ کرم دکھائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

یہ اک حقیقت کُھلی ہوئی تھی بتوں کی لعنت سے جان چھُوٹی
خدا کے آگے جھکی خدائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

وہ ارضِ طائف وہ سنگباری لہولہان اور پھر یہ عالم!
دُعا ہدایت کی لب پہ آئی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

یتیم مکہ کہ جس کی ہستی سے سب نے صرفِ نظر کیا تھا
اسی کے در پہ کی جبّہ سائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

کلیم تو اک جھلک کی خاطر بذاتِ خود طُور پر گئے تھے
ہُوئی نبیؐ کی جو رونمائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

ابو الحکم تھا نہ بولہب تھا وہ بدر کا دن بھی کیا غضب تھا
خدا نے فتحِ مبیں دکھائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا

جہانِ خاکی میں فخرِ آدم حضور داورِ شفیعِ محشر!!!
ہوئی جو عظمت کی یہ رسائی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا
جمالِ یوسف کو دیکھنے کی فقط زلیخا کو آرزو تھی!!
نبیؐ کی صورت نظر جب آئی تو ساری دنیا نے اس کو دیکھا



ہر سمت تجلّی لہرائی ہر ذرّہ بقعۂ نور ہُوا!
فاراں کی مقدّس چوٹی سے یہ کس کا نور ظہور ہُوا

توحیدِ ازل کی چھُوٹ پڑی اِک عالم بقعۂ نور ہُوا
انوارِ نبی کی بارش سے ہر گوشۂ دل معمُور ہُوا

یہ شانِ رسالت کیا کہنا، یہ طرزِ حکومت کیا کہنا
جو کچھ بھی کہا منشور ہوا، جو کچھ بھی کیا دستور ہُوا

سرکار کی وہ آمد تھی یا توحید کی جلوہ فرمائی
جب شرک بڑھا نابود ہوا جب کفر بڑھا کافور ہُوا

سرکار کی ہر ہر خواہش ہے مقصودِ رضائے ربّانی!
دی آپؐ نے جس کی منظوری اللہ کو وہ منظور ہُوا

جو آپؐ کے در کا سائل تھا کیا پوچھنا اس کی عظمت کا
شاہوں کا وہ شاہ بنا، خاقان ہوا، فغفور ہُوا !

اللہ غنی وہ ہستی جو پیغامبرِ آزادی تھی
وہ شعبِ ابی طالب میں خود پابند ہوا، محصور ہُوا

ستّار بنا، غفّار بنا، کونین کا کُل مختار بنا
ایک ایک صفاتِ باری کے وہ جلووں میں مستور ہُوا

اے رحمتِ عالم حد بھی ہے کچھ تیری وُسعتِ رحمت کی
اپنوں پہ کرم کا ذکر ہی کیا غیروں کے لیے رنجور ہُوا

جبّار شفاعت سے اُن کی مجبورِ کرم ہو جاتا ہے
غفار سے جب کی عرضِ کرم ہر عاصی وہیں مغفور ہُوا

اس شانِ کرم پر طائف میں قدرت پہ بھی سکتہ طاری تھا
ہونٹوں سے دعائیں جاری تھیں زخموں سے بدن تھا گور ہُوا

فیضانِ کرم سے اُن کے مبارک کون نہیں سیراب یہاں
شبلی و جنید و سرمد کیا ہر شخص یہاں منصور ہُوا

مقصدِ تخلیق کی جاں آپؐ ہیں

یعنی وجہِ بزمِ امکاں آپؐ ہیں

کون ہوگا حشر میں پرسانِ حال

چارہ سازِ اہلِ عصیاں آپؐ ہیں

کیوں نہ صدقے ہوں دل و جاں آپؐ پر

وجہِ تسکینِ دل و جاں آپؐ ہیں

آپؐ کے زیرِ نگیں دنیا و دیں

دونوں عالم کے نگہباں آپؐ ہیں

آپؐ کے سائے میں ملتی ہے پناہ

دافعِ ہر رنج و حرماں آپؐ ہیں

جس میں سب اصحاب ہیں مثلِ نجوم

اس فلک کے مہرِ تاباں آپؐ ہیں

مغفرت بھی ہے وسیلہ آپؐ کا

حشر میں بخشش کا ساماں آپؐ ہیں

آپؐ کا اخلاق ہے خُلقِ عظیم

سَر بہ سَر تفسیرِ قرآں آپؐ ہیں

آپؐ دل میں، آپؐ کے دل میں خدا

یعنی نزدیکِ رگِ جاں آپؐ ہیں

ہر رضا ہے آپؐ کی مرضیِ حق!

قاسمِ گلزارِ رضواں آپؐ ہیں

مرحبا اذنِ شفاعت کا حصول

شانِ غفّاری کے شایاں آپؐ ہیں

دولتِ کونین قدموں پر مگر!

فقر کی دولت پہ نازاں آپؐ ہیں

ساری دنیا پر ہے آقاؐ کا کرم

پھر مبارک کیوں پریشاں آپ ہیں

دل میرا مدینے میں درِ کعبہ پہ سر ہے

یہ آپؐ کا کاشانہ، وہ اللہ کا گھر ہے

اُمّیؐ ہے مگر اس کو دو عالم کی خبر ہے

ہے خاک نشیں عرشِ معلّیٰ پہ نظر ہے

وہ عرش جہاں سجدے میں جبریل کا سر ہے

سرکار کے نعلین مقدّس گذر ہے

موسیٰ تو نہیں دید کی جو تاب نہ لاتے

اے برقِ تجلّیٰ یہ محمدؐ کی نظر ہے

کیا پوچھنا اس صاحبِ لولاکؐ کا رتبہ

جو فخرِ ملک، فخرِ رسل، فخرِ بشر ہے

آقا کے مرے تابعِ فرمان ہیں دونوں

کیا رجعتِ خورشید ہے کیا شقِ قمر ہے

کہوں کیا مرتبہ حُبِّ نبیؐ کا!
ذریعہ ہے نجاتِ اخروی کا!
جہاں جلتے ہیں پر رُوح الامیں کے
وہاں پہنچا قدم اک آدمی کا
ثبوت آقاؐ کی آمد سے مِلا ہے
فرشتوں پر بشر کی برتری کا!
ملے جنت کہ توفیقِ عبادت
مِرے آقا ہے صدقہ آپؐ ہی کا
وہی صدقے ہے محبوبؐ خدا پر
جو قائل ہے خدا کی بندگی کا
نہیں آساں مبارکؔ نعت گوئی
سلیقہ چاہیئے مدحِ نبی کا!

مرے دل میں عشقِ رسولؐ ہے مرے لب پہ نعتِ رسولؐ ہے
کہیں عرشِ پاک کا نور ہے کہیں باغِ خلد کا پھول ہے

یہ ہے دینِ ربِّ کریم کی مرے لب پہ نعتِ رسول ہے
میں نثار مجھ سے فقیر پر بھی یہ رحمتوں کا نزول ہے

تری عظمتوں کا مقام تو ہے قیاس سے بھی بعید تر
تو ہے دُور فکر و خیال سے کروں غور بھی تو یہ بھول ہے

تری منقبت ہو جہاں کہیں سرِ عرش ہو کہ سرِ زمیں!
وہیں برکتوں کا وُرود ہے وہیں رحمتوں کا نزول ہے

تری خاکِ پا کا تو مرتبہ ہے عظیم سے بھی عظیم تر!
جو ہے سرمہ اہلِ نگاہ کا، ترے نقشِ پا کی وہ دھول ہے

ملی خلق پر تجھے برتری ہوئی ختم تجھ پہ پیمبری
ہے بشر تو پھر وہ بشر ہے تو ہے رسول تو وہ رسول ہے

وہ ہو عفو یا کہ ہو درگذر، وہ ہو لطف یا کہ وہ ہو کرم ! !
تری بخششوں کا شعار ہے تری رحمتوں کا اصول ہے

سر عرش کون پہنچ گیا یہی ایک خاکی نژاد تھا
بھلا اب تو مجھ سے کہیں ذرا یہ ظلوم ہے یہ جہول ہے

تری رحمتوں پہ لگی ہے لو تری رحمتوں کا ہے منتظر
کہے کیا مبارکؔ غمزدہ یہ گنہ پہ اپنے ملول ہے



شانِ معراج کا آقا نے بھرم رکھا ہے
خاک سے عرشِ معلّٰی پہ قدم رکھا ہے

مغفرت کے لیے سامان بہم رکھا ہے
مجھ سے خاطی نے مدینے میں قدم رکھا ہے

منفعل اشک سے دامن کا بھرم رکھا ہے
داغ دھونے کے لیے بحرِ کرم رکھا ہے

وقت نے سیرتِ سرکارؐ پہ جتنا لکھا
پورے مصحف میں فقط بابِ کرم رکھا ہے

مالکِ قدر و قضا کی یہ نوازش دیکھو!
ایک اُمّی کے لیے لوح و قلم رکھا ہے!

دستِ قدرت نے فقط آپ کے پیکر کے لیے

نور ہی نور زِ سر تا بہ قدم رکھّا ہے !

ساری دنیا کے لیے آپ کو حق نے بھیجا

آپؐ کا فیض عرب تا بہ عجم رکھّا ہے



وضو ہے لازمی جس طرح بندگی کے لیے
درود شرط ہے ذکرِ محمدیؐ کے لیے!
حضورؐ! آپ کی تصدیق ان کے کام آئی
حضورؐ! آپ تو رحمت ہیں ہر نبی کے لیے
زہے تصورِ نوری، خوشا سراجِ منیر
ملا چراغ یہ تربت میں روشنی کے لیے
خدا کریم ہے اور آپؐ ہیں رسولِ کریم!
کرم کی شان ہے یہ بندہ پروری کے لیے
جہاں کی خاک نے چومے تھے جو قدم اُن کے
تڑپ رہا ہوں مبارکؔ اسی گلی کے لیے

جو دل میں ہے ذوقِ نیازِ مدینہ

نوازے گا وہ دل نوازِ مدینہ

زباں اُس کی توصیف کیا کر سکے گی

وہ فخرِ دو عالم وہ نازِ مدینہ

مِلا رتبۂ خواب گاہِ رسالت

خوشا طرۂ امتیازِ مدینہ

دکھائیں نکیرین اب ہم کو آنکھیں

وہ آیا! وہ بےکس نوازِ مدینہ

ہوئی پھر ہجومِ مصائب کی یورش

کہاں ہے مِرا چارہ سازِ مدینہ

دلوں کو کہاں جوڑ سکتا ہے کوئی

مگر ایک آئینہ سازِ مدینہ

رسالت بنی آئینہ دارِ وحدت

حقیقت نما ہے مجازِ مدینہ

بلندیِ سینا ہے تسلیم لیکن

کوئی اور شے ہے فرازِ مدینہ

مبارک قیامت کا کیا خوف مجھ کو

سلامت مرا سر و نازِ مدینہ



قطعات و رُباعیات

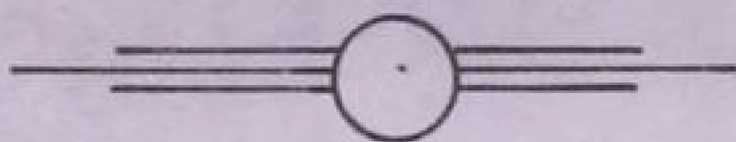
غم کب مجھے اس کا ہے کہ غم کھاتا ہوں
ہر زخم بہ امیدِ کرم کھاتا ہوں !
گزرا نہ کبھی یاس کا خطرہ دل میں
یارب ! ترِی رحمت کی قسم کھاتا ہوں



یہ ملک ہے تیرا، بادشاہی تیری
ہر شے پہ حکومت ہے الٰہی تیری
ہاں کون مقابل مرے آسکتا ہے
حاصل ہے مجھے پُشت پناہی تیری



کون آج یہاں تیرے سوا ہے میرا
لے دے کے تو ہی عقدہ کشا ہے میرا
آخر میں مدد مانگوں تو کس سے مانگوں
جز تیرے کوئی اور خدا ہے میرا



رحمت کی نظر ڈالنے والا تو ہے
ہر آفتِ غم ٹالنے والا تو ہے
اے رازقِ کُل تو اسے ثابت کر دے
دعویٰ ہے مرا پالنے والا تو ہے

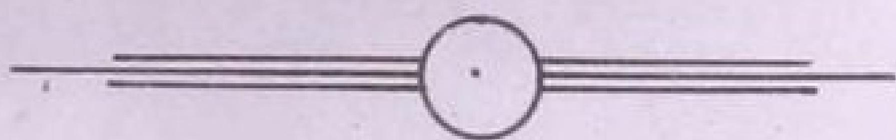


میرے مالک! اے مُسَبّبُ الاَسباب

کھول دے مجھ پہ رحمتوں کے باب

تیری بخشش کو جانتا ہوں میں

تَرزُقُ مَن تَشَا بِغَیرِ حِساب



فہم و ادراک کو ہو حیرانی

دم بخود ہو قیاسِ انسانی!

کاش میرے لیے کبھی یوں بھی

بحرِ رحمت میں آئے طغیانی

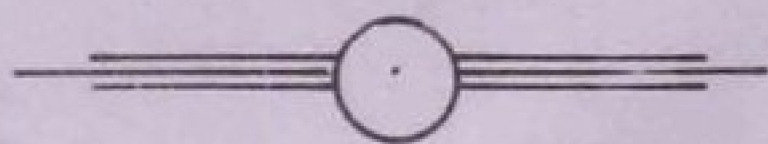


غم و آلام میں اسیری ہے

ہے وہ عالم جو تنگِ پیری ہے

اس اڑے وقت میں مبارک اب

تیرا محتاجِ دستگیری ہے



دل کی دھڑکن بھی ہو رہی ہے تیز

ہر نفس بن رہا ہے غم انگیز

کہہ رہی ہے یہ ڈبڈباتی آنکھ !!!

صبر کا جام ہو چکا لبریز



غم ہو کہ مسرت ہو عطا ہے تیری
ہر حال میں ہونٹوں پہ ثنا ہے تیری
اے مالکِ تقدیر شکایت کیسی ؟
راضی ہوں اُسی پہ جو رضا ہے تیری



کب مجھ پہ بھلا لطف و عنایات نہیں
کب وجہِ سکوں دل کو تری ذات نہیں
کب ساتھ نہ میرا تری رحمت نے دیا
مجھ پہ تری رحمت تو نئی بات نہیں



کون اپنا ہے کس کو اپناؤں ؟
کس کے آگے میں ہاتھ پھیلاؤں ؟
تیرے بندے تو تجھ سے طالب ہیں
میرے معبود! میں کہاں جاؤں



لوگ ہنستے ہیں خستہ حالی پر
طنز کرتے ہیں پائمالی پر
حرف آئے نہ نامرادی کا!!
میرے داتا! ترے سوالی پر

انسان سے اُمیدِ کرم کیا رکھوں ؟
پستی کی طرف اپنا قدم کیا رکھوں ؟
جو دل تِری رحمت کی ہے منزل یا ربّ
اس دل میں کسی اور کا غم کیا رکھوں ؟



مایوس کیوں کرے گا تیری یہ خو نہیں ہے
تیرا کہا ہوا کیا لَا تَقْنَطُوْ نہیں ہے
کیا دیر ہے شفا میں اے زندگی کے مالک
مجبور چارہ گر ہے مجبور تو نہیں ہے

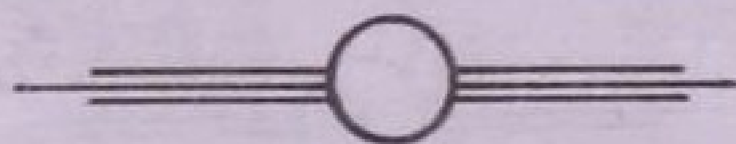


ہر چند نہیں آج ہمارا کوئی

ہمدم، کوئی یاور، کوئی چارا کوئی

جب بارِ مصائب سے لرزتا ہے قدم

بڑھ کر ہمیں دیتا ہے سہارا کوئی



تسلیم کہ ہر کام ہے اپنا مشکل

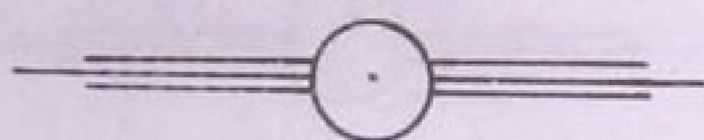
بگڑی ہوئی تقدیر کا بننا مشکل

میرے لیے مشکل کہ سراپا مجبور

اے عقدہ کشا تیرے لیے کیا مشکل



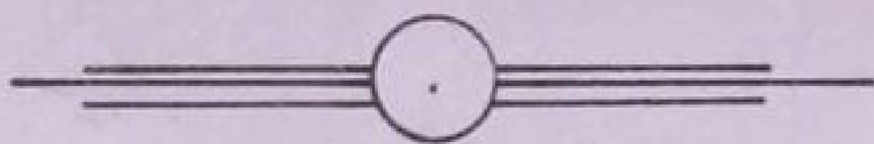
فرمانِ شہنشاہِ مدینہ کیا ہے
اور قوم کا برعکس قرینہ کیا ہے
مزدور کو اب دیکھیں ملے کب اُجرت
ہے خشک یہاں خونِ پسینہ کیا ہے



ایک عید کے موقع پر

دل گیر رہوں خواہ میں رنجور رہوں
یا وقت کے ہاتھوں سے میں مجبور رہوں
جب حکم کی تعمیل ہی ٹھہری یارب
مجبور ہوں کہ عید میں مسرور رہوں

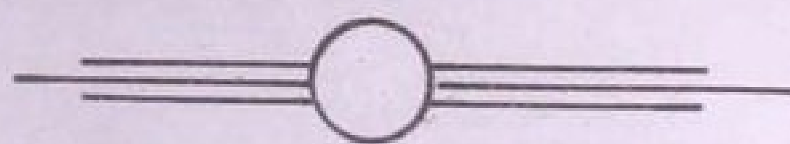
کس منہ سے مرے عقدہ کشا شکر کروں
سرتا بہ قدم شکر ہوں کیا شکر کروں
احسان پہ احسان، کرم پر ہے کرم!!
حیران ہوں میں تا بہ کجا شکر کروں



اے حاصلِ صد آرزو درآ دِل میں
اے شاہدِ مقصود اُتر آ دِل میں
دنیا کی نگاہوں سے بچا کر خود کو!
آنکھوں کا تقاضا ہے نظر آ دل میں



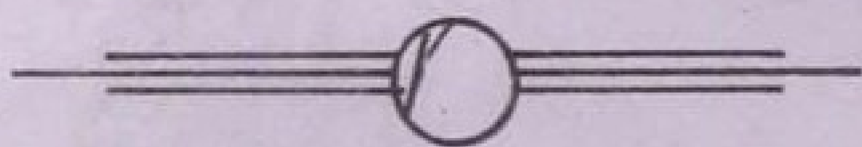
بے مانگے کرم اپنا دکھاتا ہے تو!
یوں ذوقِ طلب اور بڑھاتا ہے تو!
تھکتا نہیں لینے سے وہ سائل ہوں میں
رُکتا نہیں دینے سے وہ داتا ہے تو!



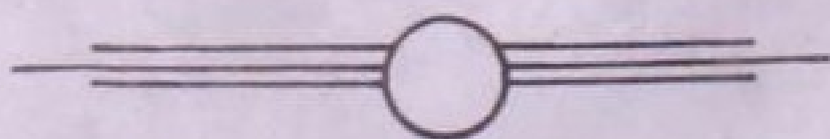
اذن اپنی رحمت مستقل کو دے دے
اور حکم اسباب آب و گل کو دے دے
اے عقدہ کشا رحمتِ کُل لطفِ تمام
تسکین دھڑکتے ہوئے دِل کو دے دے



زاہد کو اگر زُہد کی خُو دیتا ہے
میخوار کو بھی ذوقِ سُبُو دیتا ہے
کیا شانِ عطا ہے تری اللہ، اللہ،
جو چیز جو مانگے وہی تو دیتا ہے



اِک معجزہ تھا کارگۂ ہست و بود کا
یا تھا ظہورِ رحمتِ ربِ ودُود کا
افتاد تو پڑی تھی نویدؔہ کی جان پر
مجھ کو مِلا ثبوت خُدا کے وجُود کا



(اپنی نواسی نویدؔہ کے بالکونی سے گرنے پر)

دلِ آرزو کی قبر کہاں تک یارب !

جذبات پہ ہو جبر کہاں تک یارب !

کب تک تری رحمت کی گھٹا برسے گی ؟

آخر میں کروں صبر کہاں تک یارب !



غم بخشا ہے احسان یہ کم تیرا ہے

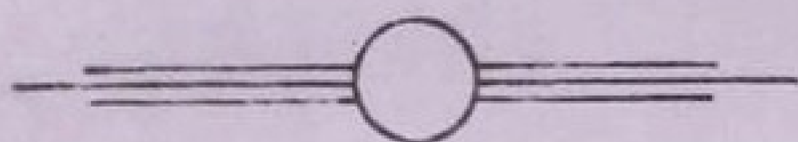
یہ تیری نوازش ہے کرم تیرا ہے

آزادِ غمِ دہر ہوا تیرے طفیل

خوش ہوں غمِ دنیا نہیں غم تیرا ہے



بے تاب طبیعت کو سکوں دیتا ہے
جتنی ہو طلب اُس سے فزوں دیتا ہے
کہتا ہے مبارکؔ یہ تصوّر میرا!
دینے پہ وہ آتا ہے تو یوں دیتا ہے



تبدیل ہو میرا خطِ قسمت یارب!
اک بار کُھلے پھر درِ رحمت یارب!
مشکل مری کیا ہے، ابھی آساں ہو جائے
جنبش میں ذرا خامۂ قدرت یارب



بشر کو اور یوں نفرت بشر سے
رواں ہے زندگی کس رہ گذر سے
قیامت ہے یہ افتاد اے مبارکؔ
گرا جاتا ہوں خود اپنی نظر سے



تو اور مرا ہمدم و دمساز کریم
یوں بندۂ عاصی ہو سرافراز کریم
میں اور ترا مرکز والطاف و کرم
اپنے پہ مجھے آپ ہے اب ناز کریم



دل کو مایوس پا رہا ہوں میں
منزلِ غم پہ جا رہا ہوں میں
بارِ غم کی ہے اَب گراں باری! !
تھام لے ڈگمگا رہا ہوں میں



بحرِ آلام میں کنارا دے! !
شب کی ظلمت میں چاند تارا دے
کوئی صورت نہیں سنبھلنے کی!
میرے معبود! اب سہارا دے



یہ سچ ہے گناہ سے مجھے فرصت تو نہیں
انکارِ عبادت کی بھی جرأت تو نہیں
پھر بھی تری رحمت کا ہوں طالب یا رب
مشروطِ عبادت تری رحمت تو نہیں



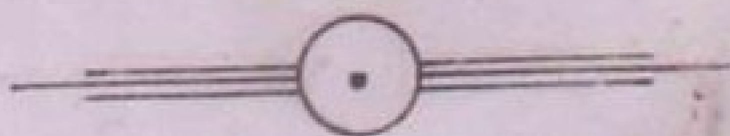
تقدیر سے مجبور ہو قدرت اُس کی
محدود ہو اور وسعتِ رحمت اُس کی
اُف قادرِ مطلق پہ یہ بہتانِ عظیم
پابند ہو قسمت کی مشیّت اُس کی



اے کشتیِ اُمید کے کھینے والے
مایوس کو آغوش میں لینے والے
لبریز ہُوا جاتا ہے پیمانۂ صبر
اَب دیر نہ کر اے مرے دینے والے



یہ ہستیِ مغموم بدل دے یارب
یعنی مِرا مقسوم بدل دے یارب
تبدیلئ تحریرِ مقدّر نہ سہی !
بس اِک ذرا مفہوم بدل دے یارب



ممدوح ہے جو راکبِ دوشِ سرورِ میرا
رفعت مجھے دیتا ہے پیمبرؐ میرا
کرتا ہوں جو مدحتِ لب ہائے حسینؓ
منہ چومتا ہے ساقیٔ کوثر میرا



آئے گا انقلاب امرِ مسلّم ہے یہ
میرا نہیں اندازۂ عالم ہے یہ
رد کون کرے گا یہ قضائے ربّی
تقدیر معلق نہیں مبرم ہے یہ



منقبت

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

امینِ دولتِ دنیا و دیں صدیق اکبر رضؓ ہیں
محمد مصطفےٰ کے جانشیں صدیق اکبر رضؓ ہیں

محبت سرورِ عالم کی تا حدِّ لحد پہنچی!
رفاقت، دیکھیے پہلو نشیں صدیق اکبر رضؓ ہیں

حریمِ خانۂ کعبہ، امامِ مسجدِ بطحا ! !
امیر الحج، امیر المومنیں صدیق اکبر رضؓ ہیں

انھیں والشمس کے جلووں کا آئینہ سمجھ لیجے
نبی مہرِ مبیں، ماہِ مبیں صدیق اکبر رضؓ ہیں

سکینت لے کے آپہنچا وَلاتحزن کا پروانہ!
جو دیکھا غار میں اندوہ گیں صدیقِ اکبرؓ ہیں

ہُوا ہے ختم جن پر جذبۂ ایثار وقربانی
وہی شیدائے ختم المرسلیں صدیقِ اکبرؓ ہیں

وہ ترتیبِ خلافت ہو کہ منزل ہو فضیلت کی
وہ فخرِ اوّلین وآخریں صدیقِ اکبرؓ ہیں

وہ شئیٌ دُقِعَ فِی قلبِ اَبی بکرٍ کا کیا کہنا
پیمبرؐ کے حبیبِ دل نشیں صدیقِ اکبرؓ ہیں

بہر قیمت نہ روکا آپؓ نے جیشِ اسامہ کو
مطیعِ حکمِ شاہِ مرسلیں صدیقِ اکبرؓ ہیں

بہر عالم پیمبر کی وصیّت کا بھرم رکھّا
پیمبر کی وراثت کے امیں صدیقِ اکبرؓ ہیں

بلالؓ اُن کو نہ کیوں کہتے مبارکؐ سیّد و مولا!
جمالِ رحمۃٌ للعالمیںؐ صدیقِ اکبرؓ ہیں

حضرت فاروقِ اعظم رضؓ

شانِ اسلام ہیں، عظمت کے نشاں ہیں فاروقؓ
یعنی محبوبِ شہِ کون و مکاں ہیں فاروقؓ

فیصلہ بدر کے قیدی کا اذاں کے الفاظ
آج شاہد ہیں کہ قدرت کی زباں ہیں فاروقؓ

اللہ اللہ وہ لَوْ کَانَ نَبِیًّا کی حدیث
کن مقامات فضیلت سے رواں ہیں فاروقؓ

جن کے ایمان کی آقاؐ نے دعائیں مانگیں
اُن دعاؤں کی اجابت کے نشاں ہیں، فاروقؓ

جاں نشینِ شہِ ابرار ہیں خود جانِ نبیؐ!
جاں نشینِ شہِ ابرار کی جاں ہیں فاروقؓ

یہ زمیں چیز ہے کیا نیل کی ہر موج سے پوچھ
حد تو یہ ہے شہ دریائے رواں ہیں فاروقؓ

کی ملائک نے یہ پیغام رسانی ورنہ!
سارِیہ خود ہیں کہاں اور کہاں ہیں فاروقؓ

یہ ابو شحمہ کے الفاظ اذاں سے پوچھو!!
عادلِ وقت شریعت کی زباں ہیں فاروقؓ

اُن کے داماد نبیؐ تھے، یہ تھے دامادِ علیؓ!
عظمت و شرف و فضیلت کے نشاں ہیں فاروقؓ

اس رفاقت کی کوئی حد بھی ہے اللہ اللہ!!
پہلوئے سرکارؐ پہ آرام کناں ہیں فاروقؓ

کیوں نہ شیطان گریزاں ہو مبارک اُن سے
اہلِ باطل کی طبیعت پہ گراں ہیں فاروقؓ

حضرت عثمان غنیؓ

مرحبا صلِّ علیٰ توقیرِ عثمانِ غنیؓ
مصحفِ یزداں میں ہے تحریرِ عثمانِ غنیؓ

یہ زمیں کیا ہے لقب کہتا ہے ذوالنورین کا
ہے مہ و خورشید میں تنویرِ عثمانِ غنیؓ

کون ہے جس کو مکرر فخرِ دامادی مِلا؟
چشمِ احمدؐ میں تھی وہ توقیرِ عثمانِ غنیؓ

قیمتاً جس کو خریدا دولتِ ایثار سے
مرحبا جنت ہے وہ جاگیرِ عثمانِ غنیؓ

ڈھونڈنے نکلی حیا اپنے لیے جائے پناہ
ہوگئی آکر وہ دامن گیرِ عثمانِ غنیؓ

کاتبِ وحیِ الٰہی جامع القرآن بھی
لوح پر مرقوم ہے تحریرِ عثمانِ غنیؓ

اللہ اللہ شانِ رحما بینہم سرتاقدم
کھینچ دی قرآن نے تصویرِ عثمانِ غنیؓ

ذاتِ ذوالنورین ہیں دو ہجرتوں کا نور ہے
حبش تا یثرب گئی تنویرِ عثمانِ غنیؓ

مصطفےٰ کا ہاتھ تھا یا ہاتھ تھا عثمان کا
بیعتِ رضواں میں یہ توقیرِ عثمانِ غنیؓ

چشم پوشی، عفو، ایثار و صلہ رحمی، کرم
بس یہ کچھ لے دے کے تھی تقصیرِ عثمانِ غنیؓ

بیرِ رومہ بخشنے والے پہ پانی بند تھا
تھی مدینے میں یہ دار و گیرِ عثمانِ غنیؓ

سر بکف حسنینؓ پہنچے پاسبانی کے لیے!
کون کرتا جرأت تحقیرِ عثمانِ غنیؓ

خود علیؓ مرتضیٰ امداد کو پہنچے مگر!!
تھی شہادت زینتِ تقدیرِ عثمانِ غنیؓ

جنگِ صفین و جمل میں بیعتِ رضوان میں
ہے مبارک جذبۂ توقیرِ عثمان غنیؓ



حضرت علی مرتضیٰؓ

قربتِ فخرِ رسل بنتی ہے برہانِ علیؓ
اہلِ ایماں جانتے ہیں عظمت و شانِ علیؓ
ایک عالم ہو رہا ہے منقبت خوانِ علیؓ
مرحبا اوصافِ حیدرؓ مرحبا شانِ علیؓ

سیّد اہلِ شبابِ خلد ہیں زہراؓ کے پھول
زینتِ فردوس ہیں گلہائے بستانِ علیؓ

عتبہ و شیبہ عمر بن عبدِ ود مرحب سے پوچھ
قوّتِ بازوئے حیدرؓ تیغِ بُرّانِ علیؓ

آنکھ بابُ العلم نے کھولی نبیؐ کی گود میں
شہرِ علم و آگہی نکلا دبستانِ علیؓ

تھے عزیز از جاں ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ کے
سارے اہلِ مرتبت تھے مرتبہ دانِ علیؓ

مصحفِ رخ کی تلاوت روز و شب صبح و مسا
مصطفےٰ کی ذات بھی گویا تھی قرآنِ علیؓ

کمسنی میں کون یوں باندھے گا پیمانِ وفا؟
اوّلیت پا گیا بچوں میں ایمانِ علیؓ

کہہ کے ختم الاولیاء ہارون کی دے کر مثال
سرورِ عالمؐ ہوئے خود تہنیت خوانِ علیؓ

اک زمانہ معترف ہے ان کے لطف و جود کا
ایک عالم ہے مبارکؔ زیرِ احسانِ علیؓ



سلام

آئینۂ جمالِ پیمبر تجھے سلام!

مہر و وفا و صدق کے پیکر تجھے سلام

تنہا کیا ہے جنگ میں لاکھوں کا سامنا

اے پیکر شجاعتِ حیدر تجھے سلام

تو کٹ مرا ہے حق و صداقت کے واسطے

اے منزلِ یقین کے رہبر تجھے سلام

چھلنی جگر ہے پھر بھی جبیں پر شکن نہیں

اے سوگوارِ قاسم و اکبر تجھے سلام

سردار تو بنا ہے جوانانِ خلد کا
مصداق مژدہ ہائے پیمبر تجھے سلام

اے فاطمہؓ کے لاڈلے اے تشنہ لب امام
یا سیّدی یا مالکِ کوثر تجھے سلام

یا سیّدی یہ نذرِ مبارکؔ قبول ہو!
کرتا ہے عرض با دلِ مضطر تجھے سلام





مبارک مونگیری

تاریخِ ولادت ۱۰ر جنوری ۱۹۱۴ء
تاریخِ وفات ۶ر اکتوبر ۱۹۸۸ء کراچی

ادبی تخلیقات۔
صحرائے گلستان تک۔ مجموعہ غزلیات ۱۹۸۲ء
ذکرِ ارفع نعتیہ مجموعہ ۱۹۹۴ء
زیرِ طبع
ماحصل (نظموں، غزلوں کا مجموعہ)
بوجھو تو جانیں (منظوم خاکہ نگاری کا مجموعہ
مبارک مونگیری "فن و شخصیت" اہلِ قلم کی آرا پر مشتمل